مولانا سید محمد یوسف شاہ
جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

بزم قاسمیؒ دیوبند کی ایک اور شمع بجھ گئی

حضرت مولانا قاضی عبداللطیف کلاچویؒ کی وفات

افسوس کہ بزم قاسمیؒ اور محفل شیخ الہندؒ اور حضرت مدنیؒ کی ایک ایک شمع خاموش ہوتی جارہی ہے برطانوی سامراج کے استیصال اور مسلمانوں کی دینی وفکری قیادت کے لئے دارالعلوم دیوبند نے جو لشکر جرار تیار کیا اس کا ایک ایک اولوالعزم سپاہی اٹھتا جارہا ہے' یادگار اسلاف محرک شریعت بل حضرت استاد محترم مولانا قاضی عبداللطیف صاحبؒ کا وجود بھی انہی ارباب عزیمت اور علمبرداران علماء حق میں سے تھا۔ آپ پچھلے ہفتہ ۱۳ر جولائی بروز منگل صبح چھ بجے ڈیرہ اسماعیل خان ڈسٹرکٹ ہسپتال میں موت کی اٹل حقیقت کو لبیک کہتے ہوئے فانی دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

دل کو یقین نہیں آتا مگر یہ تو حقیقت ہے اور اس حقیقت سے کسی کو فرار نہیں کہ ایک دن ہر کسی نے اس فانی دنیا سے رخصت ہونا ہے۔ وفات کی اطلاع حضرتؒ کے نواسے قاضی محمد الیاس نے فون پر دی میڈیا اور جمعیت کے ذمہ داران اور کارکنان کو اطلاع دینے کی خواہش ظاہر کی۔ احباب کو ٹیلیفون کے ذریعہ اطلاع دینا شروع کی اور سات سات ٹی وی چینلو کو خبر دی اسی وقت تمام ٹی وی چینل پر خبر چلی پوری ملک سے فون شروع ہوگئے۔ جنازے کا ٹائم ابھی طے نہیں تھا حضرت کی میت ابھی کلاچی نہیں پہنچی تھی۔ استاد محترم یادگار اسلاف حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب سے رابطہ کیا تو بتایا گیا کہ جنازہ ساڑھے پانچ بجے عصر کو مدرسہ نجم المدارس کلاچی میں ہوگا' قائد جمعیت استاد محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو ڈرڈر کے وفات کی خبر دی اور جنازہ میں شرکت کے بارے میں مشورہ کیا' حضرت قاضی صاحب کا تعلق تو پورے ملک کے علماء' صلحا' دینی وملی راہنمایان سے تھا۔ لیکن قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ ان کا تعلق دوسروں سے مختلف جداگانہ اور مثالی تھا۔

سن ۱۹۸۰ء سے تایوم وفات یہ طویل رفاقت رہی جب ۱۹۸۰ء میں حضرت قاضی صاحب اور قائد محترم وفاقی مجلس شوریٰ کے ارکان منتخب ہوئے' تو شوریٰ کے اندر مختلف نظریات کے لوگ موجود تھے' اکثر ارکان سیکولر قسم کے تھے لیکن اس ایوان میں حضرت قاضی صاحب اور قائد محترم نے ۶۰ کے قریب دینی وملی اور شرعی اقدامات متفقہ طور پر

منظور کرائے اور اسے آٹھویں ترمیم کے ذریعہ آئین پاکستان کا حصہ بنوانے میں کامیاب ہوئے جو آج تک ملک اور اسلام دشمن عناصر سے ہضم نہیں ہو سکتے۔ پوری مغربی دنیا اور جنرل پرویز مشرف اور موجودہ حکمرانوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ لیکن الحمدللہ ابھی تک کامیاب نہ ہو سکے۔ توہین رسالت ایکٹ امتناع قادیانیت آرڈیننس ایکٹ۔ حدود آرڈیننس احترام رمضان آرڈیننس زکوٰۃ آرڈنس جداگانہ انتخابات' قرارداد مقاصد کو دیباچہ کے بجائے آئین کا حصہ بنانا اس کی چند مثالیں ہیں۔

۱۹۸۵ء میں دونوں حضرات سینٹ کے ممبر منتخب ہو گئے ایوان میں پہنچتے ہی مشہور زمانہ شریعت بل پیش کیا' اور دس سال تحریک چلا کر تمام تر مخالفتوں کے باوجود بالآخر سینٹ سے شریعت بل منظور کرایا۔

دیوبند سے فراغت کے بعد مدرسہ نجم المدارس کلاچی میں درس و تدریس کے ساتھ ساتھ سیاست کے خار دار میدان میں قدم رکھا۔ علاقہ پر خوانین کا مکمل قبضہ تھا ہر طرف جہالت اور خان ازم کا دور دورہ تھا۔ دوسری طرف وہ میدان سیاست میں تنہا تھے' حضرت مولانا مفتی محمودؒ مدرسہ قاسم العلوم ملتان میں پڑھا رہے تھے۔ ڈیرہ اسماعیل خان میں حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب' حضرت مولانا علاؤالدین صاحب اور حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب نے جمعیت علماء اسلام کی بنیاد رکھی۔ سن ۱۹۶۲ء میں عائلی قوانین کے خلاف دور ایوبی میں ڈیرہ اور پشاور جیل میں تین مہینے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں حکومت وقت نے ہر قسم کی پیشکشیں کیں۔ لیکن استقامت کا یہ پہاڑ جھک نہ سکا۔

اسی سال حضرت مفتی صاحب قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہو گئے اور یہ مسلم حقیقت ہے کہ حضرت مفتی صاحب مرحوم کی ڈیرہ اسماعیل خان میں کامیابیوں میں حضرت قاضی صاحبؒ کی کوششوں اور اثر و رسوخ کا بنیادی حصہ تھا۔ حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی وفات کے بعد جمعیت علماء اسلام کی دو دھڑوں میں تقسیم ہونے کے بعد انہوں نے جمعیت علماء اسلام (س) میں آخری دم تک قائدانہ کردار ادا کیا۔ انہوں نے پوری زندگی ملک و ملت کی دینی اور سیاسی خدمات میں خرچ کی' ملک کی سیاست اور بین الاقوامی مسائل میں اللہ تعالیٰ نے انہیں بے مثال بصیرت' تدبر' اور اصابت رائے سے نوازا تھا۔

وہ جمعیت علماء اسلام کی نظریاتی تشخص قائم رکھنے اور جمعیت کو مفادات کی سیاست سے پاک رکھنے پر زور دیتے تھے۔

۲۰۰۱ء کے بعد جب ایم ایم اے کی حکومت بنی تو اس وقت حضرت قاضی صاحبؒ اس کے صوبائی صدر تھے۔ حکومت بنتے ہی صوبائی مجلس عاملہ اور صوبائی کابینہ کا اجلاس بلا کر وزراء اور وزیر اعلیٰ کو منت سماجت کی کہ خدارا متحدہ مجلس عمل جن عظیم مقاصد اور نظریات کے لئے بنی ہے اور عوام نے ہم پر اعتماد کر کے یہاں تک پہنچایا ہے' اب ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم ان مقاصد کو مدنظر رکھ کر حکومت کریں لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ متحدہ مجلس کے بعض نادان اراکین پٹڑی سے اتر گئے اور نظریات کی سیاست کو چھوڑ کر مفادات کی سیاست کو اپنا لیا تو انہوں نے کسی کی پرواہ کئے بغیر ایم ایم

اے کے اندر شدت سے اختلاف کا اظہار کیا۔

ہمارے جمعیت کے اجلاسوں میں اکثر رو رو کر فرماتے تھے کہ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمارے علماء نے بھی نظریات کو چھوڑ کر مفادات اور دوسرے لوگوں کی طرز کی سیاست کو اپنا لیا' متعدد بار ایم ایم اے کے مرکزی اجلاسوں میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور قاضی حسین احمد سے فرمایا کہ اصل مقاصد کی طرف لوٹ آئیں۔ جنرل مشرف کی جب ایم ایم اے نے حمایت کی اور ایل ایف او کو آئین کا حصہ بنانے میں ساتھ دیا تو سب سے پہلے جمعیت علماء اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس میں جس کی صدارت انہوں نے فرمائی تھی۔ ایم ایم اے سے براءت کا اعلان کیا۔ اور قائد جمعیت کو پابند بنایا کہ آئندہ اس نے کسی اجلاس میں شریک نہیں ہونا ہے۔ اس وقت ایم ایم اے کے بعض ذمہ داران نے مختلف پیشکشیں کیں لیکن قاضی صاحب نے تمام تر پیشکشوں کو ٹھکرا دیا اور اپنے نظریہ پر استقامت سے قائم رہے یہ کوشش بھی کی گئی کہ ان کو قائد جمعیت سے الگ کریں' لیکن انہوں نے دوٹوک الفاظ میں انکار کر کے فرمایا کہ مولانا سمیع الحق کا ساتھ میں اس لئے دے رہا ہوں کہ وہ اپنے اکابر کی نظریاتی اور دینی سیاست کی ترجمانی کر رہا ہے۔ اور ہمارا جو مشن ہے۔ اس کو احسن طریقہ سے چلا رہا ہے' جمعیت سے محبت' تعلق اور دلچسپی کا یہ عالم تھا' کہ شدید بیماری کے باوجود ہر روز ٹیلیفون پر پوچھتے رہے' قائد جمعیت کی سرگرمیوں اور مصروفیات کے بارے میں لمحہ بہ لمحہ بندہ رپورٹ بتا رہا۔ حال ہی میں دورہ جنوبی پنجاب کے دوران دن میں دس دس دفعہ فون کیا۔

سیاسی بصیرت کا یہ عالم تھا کہ تقریباً پندرہ سال پہلے انہوں نے قبائل کے بارے میں خدشات کا اظہار شروع کیا تھا' تقاریر اور بیانات میں قبائل کو مستحکم اور مضبوط بنانے پر زور دیتے تھے' اور اسے بازوئے شمشیر زن اور پاکستان کا آہنی دروازہ سمجھتے تھے' ہم حیران تھے کہ قاضی صاحبؒ کو کیا ہو گیا کہ ہر وقت اس مسئلہ کو لئے ہوئے ہیں۔ اس وقت قبائل میں کوئی گڑبڑ نہیں تھی اور نہ تصور تھا اور نہ یہ نقشہ کسی کے وہم و گمان میں تھا۔ مجھے کئی بار حکم دیا کہ قبائل کا دورہ کریں' اور علماء کو منظم کریں اور قائد جمعیت کا دورہ کرائیں اور تقاریر میں برملا فرماتے تھے کہ میں قبائل کو جو ہمارا مضبوط اور آہنی ہاتھ ہے' اپنے سے ٹوٹا ہوا دیکھتا ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ کفری دنیا قبائل کو نشانہ بنا کر پاکستان کو کمزور کرنا چاہتی ہے۔

قائد جمعیت نے جب بھی کسی قومی ملی مسائل اور پاکستان کو درپیش مشکلات کے بارے میں قدم اٹھانے کا ارادہ کیا ہے تو سب سے پہلے مشورہ کے لئے فون حضرت قاضیؒ کو کیا۔ اور ان سے مشاورت کی۔ اور انہی کے مشورہ پر عمل کیا۔ متحدہ شریعت محاذ' عورت کی حکمرانی کے خلاف متحدہ علماء کونسل' متحدہ دینی محاذ' ملی یکجہتی کونسل اور آخر میں دفاع افغانستان و پاکستان کونسل اور متحدہ مجلس عمل کے قیام میں قائد جمعیت کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑا رہے اور ہمیشہ یہی موقف تھا کہ موجودہ کفری یلغار اور امریکی مداخلت اور ظلم و ستم کا مقابلہ اکیلے نہیں کیا جا سکتا ہے' اس کا مقابلہ صرف اتحاد سے کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اتحاد سیاسی مفادات اور حصول اقتدار کے لئے نہ ہو' ان کی یہ خواہش تھی کہ ختم نبوت کا پلیٹ فارم غیر متنازعہ

ہے اگر اس پلیٹ فارم کو ہم مضبوط کریں اور اسی پر کام شروع کریں تو ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔ لیکن یہ ہماری بدقسمتی سمجھو کہ اس وسیع اور عظیم پلیٹ فارم کو بھی بعض نادان لوگوں کی وجہ سے متنازعہ بنانے کی کوشش کی گئی حالانکہ ان حالات میں کہ ایک طرف پورے ملک میں ہمارے مسلک دیوبند کو خاص طور پر نشانہ بنایا جارہا ہے اور فرقہ واریت کی آگ میں دھکیلنے کی سازشش کی جارہی ہے۔ باوجود اس کے کہ ہمارے اکابر نے ہر موقع پر وضاحت کی ہے کہ ان باتوں پر ہم یقین نہیں رکھتے۔ بالخصوص قائد جمعیت حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے متعدد بار کہا ہے کہ یہ جھگڑے بریلوی دیوبندی کے نہیں' یہ امریکی سازش ہے' امریکہ نے ہمیں ڈرون حملوں اور طاقت سے سرینڈر نہیں کیا۔ اب فرقوں میں بانٹ رہے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ آگ گھر گھر تک پہونچ جائے گی اور جو کام ڈرون حملوں سے نہیں ہوسکتا وہ باآسانی ہوجائے گا' حضرت قاضیؒ صاحب کی یہ خواہش پوری نہیں ہوئی ایک مہینہ پہلے جب چیک اپ کے لئے اسلام آباد تشریف لائے تھے' تو واپسی پر اکوڑہ خٹک تشریف لائے قائد محترم کی رہائش گاہ میں تین گھنٹے قیام کے دوران کئی بار مجھے فرمایا کہ قائد محترم کو ایک بار پھر اللہ کا نام لے کر تمام جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر متحد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے وہ سمجھتے تھے کہ اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان کے تمام دینی سیاسی اور جہادی طاقتیں قائد جمعیت کے علاوہ کسی اور کے کہنے اور دعوت پر جمع نہیں ہوتیں اور نہ کبھی کسی نے جمع کی ہیں پاکستان میں تقریباً ۳۰ سال سے جب بھی کوئی اتحاد بنا ہے تو اس کا سہرا مولانا سمیع الحق کے سر ہے۔

حضرت قاضی صاحبؒ کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے ایسی بے بہا اور بے حد وحساب صلاحیتیں جمع فرمادی تھیں' جنہوں نے واقعی انہیں اس عہد کی تاریخ ساز شخصیت بنا کر رکھ دیا تھا' وسیع النظر عالم روشن دماغ اور روشن ضمیر رہنما' ہمت و استقامت کے کوہ گراں' جرات وشجاعت کے سد آہنی جب کسی موقف پر ڈٹ جاتے تو پرائے کیا اپنوں نے اگر ہزار اختلاف رائے ظاہر کیا' لیکن آپ کی سختی اور استقامت کو ذرا بھر جنبش نہ ہوتی اور وہ گردوپیش سے متاثر ہوئے بغیر اپنا سفر جاری رکھتے۔

سن ۱۹۸۸ء میں جب جماعت نے قاضی صاحب کا ڈیرہ اسماعیل خان سے قومی اسمبلی کا الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا اور قاضی صاحب کا داخلہ کرایا گیا۔ تو بہت سے لوگوں نے منع کرنے کی کوشش کی لیکن انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہمارا مقصد کامیابی اور ناکامی نہیں بلکہ ہمارا مطمح نظر عوام الناس کو حقائق اور جمعیت کی نظریاتی اور فکری سیاست سے آگاہ کرنا ہے' اور ہمیں اکثر یہ نصیحت فرماتے تھے کہ سیاست عبادت ہے اگر نیت صاف ہو اور مفادات کے حصول کا ذریعہ نہ ہو انہوں نے فرمایا کہ ایک زمانہ تھا کہ جب لوگ پارٹیوں اور جماعتوں میں مفادات لیتے تھے تو عوام اور پارٹی اراکین اس کو بری نظر سے دیکھتے تھے لیکن آج اگر کوئی مفادات اور مراعات نہیں لیتے ہیں' تو سب لوگ اسے بیوقوف سمجھتے ہیں۔ سیاست میں اس انقلاب پر وہ بے حد پریشان اور غم زدہ تھے۔

قاضی صاحبؒ حقیقت میں اکابر دیو بند کی آخری نشانی تھے‘ ان کی سیاست‘ مجاہدے‘ زہد وتقویٰ بصیرت استقامت ہر ایک پہلو پر کوئی لکھنا چاہیے تو میرے خیال میں ہر کسی کیلئے احاطہ مشکل ہوگا۔ اور کسی نے خوب کہا کہ کون کون سی ادا اور کون کون سی خوبی ہے جس سے ہمارے ان بزرگوں کا گلشن حیات مالا مال نہیں حضرت قاضی صاحب کی ایک بڑی نایاب و نادر خوبی سیاست کے ہنگاموں‘ سٹیج کے شورش کے ساتھ ساتھ زہد وریاضت اور اوراد وظائف شب بیداری‘ اور اپنے رب سے سوز وگداز کے روابط کا برقرار رکھنا تھا۔ جو اس دور میں عنقا ہے۔ وہ بلاشبہ باللیل رہبان وبالنھار فرسان (رات کو راہب دن کو شہ سوار) کا نمونہ تھے ساری زندگی سیاست میں گزاری 20 سال کم وبیش مختلف ایوانوں کے ممبر رہے۔

چار سال ضیاء الحق مرحوم کے بااختیار وفاقی مجلس شوریٰ کے ممبر‘ 6 سال سینٹ کے رکن‘ 3 سال نظریاتی کونسل کے ممبر۔ 3 سال مرکزی زکوٰۃ کونسل کے رکن رہنے کے باوجود کسی بدترین مخالف کو بھی یہ ثابت کرنے کی ہمت نہ ہوئی کہ حضرت قاضی صاحبؒ نے اپنی ذات کے لئے کچھ نفع اٹھایا‘ بنگلے پرمٹ اور پلاٹ حاصل کیے‘ جب سینٹ کے ممبر تھے تو اس وقت حکومت نے تمام ممبران کو اسلام آباد میں رعایتی قیمت سے پلاٹ دیئے‘ تمام ممبران نے پلاٹ لئے لیکن حضرت قاضی صاحب نے اس سے بھی انکار کیا۔ میں نے جب استفسار کیا کہ حضرت نے یہ پلاٹ کیوں نہیں لیا‘ یہ تو آپ کا جائز حق تھا‘ تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اسلام آباد پلاٹوں کے لئے نہیں صدائے حق بلند کرنے آتے ہیں‘ اور اس میں الحمدللہ کامیاب ہوگئے ہیں۔ نہ تو وہ بکے نہ جھکے۔ ایک رائے قائم ہوئی اور اس پر ایسے ڈٹ گئے کہ ساری دنیا ایک طرف اور ان کی عزیمت ایک طرف‘ نہ اپنوں کی خفگی کی پرواہ نہ کسی کو خوش کرنے کی خواہش‘ وہ یقیناً پندرہویں صدی کے اس قافلہ صدق وصفا اور کاروان جہاد عزیمت کے آخری جرنیل تھے۔

اس ہمہ گیر محبوب شخصیت جس کی صحبتوں اور محبتوں‘ خلوت اور جلوت اور سفر وحضر کی رفاقتوں اور کفش برداریوں کا اس غمزدہ کو ایک طویل موقع اللہ تعالیٰ نے دیا‘ کا یکایک دنیا سے اٹھ جانا قیامت صغریٰ سے کسی طرح کم نہیں۔ خاص کر میرے لئے انتہائی مشکل ہے‘ تقریباً دس سال بحیثیت صوبائی جنرل سیکرٹری ان کے ساتھ کام کرنے کا جو موقع اللہ تعالیٰ نے عطا کردیا وہ میرے لئے یقیناً مشعل راہ بن سکتا ہے۔

حضرت قاضی صاحبؒ کی جس دن وفات ہوئی۔ ان دنوں صوبہ سرحد میں شدید گرمی تھی‘ اکثر احباب گھبرا رہے تھے کہ جنازہ میں شدید گرمی ہوگی لیکن اللہ کے فیصلے کچھ اور ہوتے ہیں‘ جیسے ہی ہم قائد جمعیۃ مولانا سمیع الحق کی قیادت میں اکوڑہ خٹک سے نکلے‘ اچانک بادل چھاگئے اور کلاچی تک سورج نظر نہیں آرہا تھا۔ برادرم مولانا حامد الحق حقانی‘ مولانا عرفان الحق حقانی‘ شفیق الدین فاروقی‘ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی‘ مولانا عبدالحسیب حقانی‘ مولانا حافظ عید محمد صاحب ہم سب انکے ہمراہ تھے۔ کرک سے مولانا عبدالوہاب ملنگ‘ مولانا امام محمد‘ مولانا نادر علی‘ مولانا

محبوب الٰہی، مولانا سکندر، مفتی حسین احمد قائد بھی قافلہ میں شامل ہوگئے۔ تاجہ زئی میں ضلع لکی مروت کے جید علماء مولانا حبیب اللہ حقانی، مولانا مفتی محمد انور شاہ شیخ الحدیث، مولانا اصلاح الدین حقانی، مولانا عبدالرحمٰن جامی، حضرت مولانا محمد عمر خان، مولانا عبدالغفار اور دیگر علماء بھی منتظر تھے۔

قائد محترم جنازہ سے ایک گھنٹہ پہلے ان علماء کے ساتھ جب پہنچے تو فوراً مدرسہ نجم المدارس تشریف لے گئے جہاں جنازے کا اہتمام کیا تھا۔ علماء کے اصرار اور مطالبے پر قائد جمعیت نے ہزاروں شرکاء جنازہ سے خطاب کیا اور حضرت قاضی صاحبؒ کی علمی دینی سیاسی اور پارلیمانی خدمات پر تفصیلی روشنی ڈالی اور ان کی علمی، دینی، سیاسی خدمات پر انہیں خراج عقیدت اور خراج تحسین پیش کیا۔

حضرت قاضی صاحبؒ کے جنازہ میں زیارت اور کاندھا دینے کی سعادت نصیب ہوئی۔ فقر و قناعت، زہد و تقویٰ، جہاد و سیاست، حمیت و شجاعت کا یہ گنج گرانمایہ سپرد خاک کردینے کے بعد حضرتؒ کے حجرہ میں قائد جمعیت نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا اور علماء، فضلاء ملاقات کر کے واپس روانہ ہوگئے۔ واپسی میں راستہ میں جامعہ حلیمیہ پیزو میں کچھ دیر قیام کیا۔ طلباء نے قائد محترم کا مدرسہ سے باہر دو رویہ کھڑے ہو کر نعروں کے گونج میں استقبال کیا۔ اور مدرسہ لے جایا گیا۔

استاد محترم کے بارے میں آخر میں اتنا عرض کرتا ہوں کہ ان کا وجود اس پُرفتن دور میں ہمارے لئے مشعل راہ تھا۔

دارالعلوم دیوبند میں دیگر اساتذہ کے علاوہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ سے بھی شرف تلمذ حاصل کیا۔ زندگی بھر اس تلمذ کو وہ باعث افتخار و سعادت سمجھتے رہے۔

وہ اس وقت پاکستان میں دیوبند کے دو چار گنے چنے فضلاء میں سے تھے ان کی وفات سے علمی و دینی حلقوں میں بالخصوص جمعیت علماء اسلام میں صف ماتم بچھ گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی انکی بے لوث مثالی شخصیت اور کردار کو نمونہ بنانے کی توفیق نصیب فرماویں۔

ے ہمارے بعد اندھیرا رہے گا محفل میں بہت چراغ جلاؤ گے روشنی کے لئے
ے کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے
ے شاید میرا وجود ہی سورج تھا شہر میں میں چھپ گیا تو کئی گھروں میں جلے چراغ